قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 05 جون 2021ء | 23 شوال 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:133

ارشادِ باری تعالیٰ

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۳۲﴾

(آل عمران: 32)

ترجمہ: تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

مسلمانوں کی ابتر حالت اسوۂ رسول ﷺ کو ترک کرنے کی وجہ سے ہے

کیا اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرے اس کا یہی حال ہوتا ہے جو آجکل کے مسلمانوں کا ہے۔ علماء جن کو عامۃ المسلمین عام طور پر اللہ تعالیٰ کا پیارا سمجھتے ہیں، اس کے قریب سمجھتے ہیں، وہ سب سے زیادہ دنیا میں فساد پیدا کر رہے ہیں۔ اب تو خود پاکستان میں بعض تجزیہ نگار اور کالم نویس اخباروں میں بھی لکھنے لگ گئے ہیں، دوسرے میڈیا پر بھی کہنے لگ گئے ہیں کہ مسلمانوں کی یہ حالت ان نام نہاد علماء نے ایسی کر دی ہے۔ پس اس وقت مسلمان علماء کی عمومی حالت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ کوئی قرآن اور سنت کی حقیقت بتانے والا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق بھیج دیا ہے۔ لیکن علماء نہ خود اس کی بات سننا چاہتے ہیں، نہ عوام کو سننے دیتے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے کے خلاف کفر کے فتوے دے کر ایک عمومی خوف وہراس اور فتنہ وفساد کی صورت پیدا کر دی ہے۔

یہ الزام حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہر روز لگتا ہے کہ آپ نے نعوذ باللہ دنیاوی خواہشات کی تکمیل اور اپنی بڑائی کے لئے جماعت کا قیام کیا ہے۔

بہرحال ہم جانتے ہیں کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی تجدید و تکمیل اشاعت کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا تھا۔ قرآن کریم کے علوم و معارف کا فہم و ادراک آپ کے ذریعہ سے ہی ہمیں حاصل ہوا۔ آپ نے ہر موقع پر قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرمائی۔ چنانچہ اس آیت قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ کو مختلف مواقع پر مختلف زاویوں اور معانی کے ساتھ آپ نے پیش فرمایا اور یہی وہ باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کا قرب دلا کر، اس کا پیارا بنا کر فتنہ وفساد کی حالت سے نکالنے والی بن سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے لئے اپنی بقا کو قائم رکھنے کے لئے، اپنے ملکوں میں امن قائم رکھنے کے لئے، اسلام کی شان وشوکت کو دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے کوئی اور راستہ نہیں۔ نیک نتائج اس وقت قائم ہوں گے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پیروی ہو گی ورنہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا نعرہ بھی کھوکھلا ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہ کا نعرہ بھی کھوکھلا ہے۔

(خطبہ جمعہ 20 اکتوبر 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- تجھی کو جو یاں جلوہ فرمانہ دیکھا (منظوم)
- اسلام کی اصل اور اس کا خلاصہ
- کل پاکستان مقابلہ تقریر (انگریزی) بمقام دار الذکر لاہور
- سیرالیون کے بوریجن میں مسجد کا بابرکت افتتاح اور تقریب آمین
- کوپرنیکس کا ہیلیو سنٹرک نظریہ اور زمانہ حضرت مسیح موعودؑ

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ مخزومیہ خاتون (اطمہ بنت اسود) جس نے (غزوہ فتح کے موقع پر) چوری کر لی تھی، اس کے معاملہ نے قریش کو فکر میں ڈال دیا۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس معاملہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کون کرے! آخر یہ طے پایا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت عزیز ہیں۔ ان کے سوا اور کوئی اس کی ہمت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں کچھ کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اسامہ! کیا تو اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں مجھ سے سفارش کرتا ہے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا (جس میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچھلی بہت سی امتیں اس لیے ہلاک ہوگئیں کہ جب ان کا کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اور اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں۔

(صحیح البخاری کتاب احادیث الانبیاء باب 52/54 حدیث 3475)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

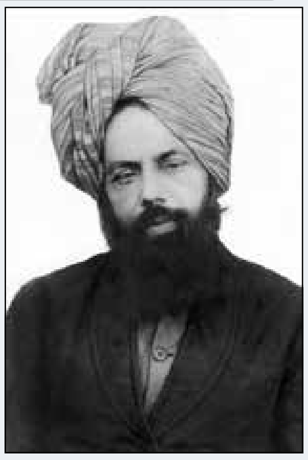

مسلمانوں میں اندرونی تفرقہ کی وجہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’مسلمانوں میں اندرونی تفرقہ کا موجب بھی یہی حُبّ دنیا ہی ہوئی ہے۔ کیونکہ اگر محض اللہ تعالیٰ کی رضا مقدم ہوتی تو آسانی سے سمجھ میں آ سکتا تھا کہ فلاں فرقے کے اصول زیادہ صاف ہیں اور وہ انہیں قبول کر کے ایک ہو جاتے۔ اب جبکہ حُبِّ دنیا کی وجہ سے یہ خرابی پیدا ہو رہی ہے تو ایسے لوگوں کو کیسے مسلمان کہا جا سکتا ہے جبکہ ان کا قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا تھا: قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ یعنی (کہو) اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے گا۔ اب اس حُبُّ اللہ کی بجائے اور اِتّباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے حُبُّ الدنیا کو مقدم کیا گیا ہے۔ کیا یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اِتّباع ہے؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیادار تھے؟ کیا وہ (نعوذ باللہ) سود لیا کرتے تھے؟ یا فرائض اور احکامِ الٰہی کی بجا آوری میں غفلت کیا کرتے تھے؟ کیا آپ میں معاذ اللہ نفاق تھا، مداہنہ تھا؟ دنیا کو دین پر مقدم کرتے تھے؟ غور کرو! اِتّباع تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلو اور پھر دیکھو کہ خدا تعالیٰ کیسے کیسے فضل کرتا ہے‘‘

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 348-349۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

آپ علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

’’مَیں سچ کہتا ہوں کہ کوئی شخص حقیقی نیکی کرنے والا اور خدا تعالیٰ کی رضا کو پانے والا نہیں ٹھہر سکتا اور ان انعام و برکات اور معارف اور حقائق اور کشوف سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا جو اعلیٰ درجہ کے تزکیہ نفس پر ملتے ہیں جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اِتّباع میں کھویا نہ جائے اور اس کا ثبوت خود خدا تعالیٰ کے کلام سے ملتا ہے: قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ اور خدا تعالیٰ کے اس دعویٰ کی عملی اور زندہ دلیل مَیں ہوں‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 204۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

دربارِ خلافت

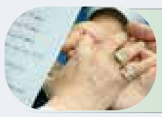

مجدد دین ایک وقت میں کئی کئی بلکہ ہزاروں بھی ہو سکتے ہیں۔ جبکہ خلیفہ ایک وقت میں ایک ہی ہو گا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پس خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہو جائے گی تو یہی حقیقت میں تجدیدِ دین کا کام کرنے والی ہو گی۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ ہیں کہ ’’مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں، اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے‘‘

(الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306)

اور دوسری قدرت کی مثال آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُنہیں کھڑا کر کے اللہ تعالیٰ نے دوسری قدرت کا نمونہ دکھایا۔ پس آپ جو آخری ہزار سال کے مجدد ہیں آپ کے ذریعہ سے حدیث کے مطابق خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہو گی۔ تو خلافت ہی اُس کام کو آگے چلائے گی جو تجدیدِ دین کا کام ہے، جو مجدد کا کام ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تربیت، اصلاح، تبلیغ کے کام جو ہیں خلافت کے ذریعہ سے ہو رہے ہیں اور گزشتہ ایک سو تین سال سے ہم دیکھ رہے ہیں۔ پس عین ممکن ہے کہ آئندہ صدیوں میں بھی اس حدیث کے مطابق بھی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا ہے کوئی مجدد ہونے کا اعلان کرے لیکن اس کی شرط یہی ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تابع ہو۔ اور اُس دوسری قدرت کا مظہر ہو جس کا اعلان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ پس اگر کبھی دو صدیوں کے سنگم پر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایسے مجدد کا مقام کسی بھی خلیفہ کو دے سکتا ہے۔ جو اُس وقت کا خلیفہ ہو گا، وہ اُس سے اعلان کروا سکتا ہے۔ کیونکہ ایسے مجدد دین بھی اُمت میں پیدا ہوتے رہے ہیں جن کی وفات کے بعد پھر لوگوں نے کہا کہ مجدد تھے۔ سو ضروری نہیں کہ مجدد کا اعلان بھی ہو۔ لیکن اگر اللہ چاہے تو مجدد کا اعلان اُس خلیفہ سے کروا سکتا ہے کہ مَیں مجدد ہوں۔ لیکن یہ بھی واضح ہو کہ ہر خلیفہ اپنے وقت میں مجدد ہی ہوتا ہے کیونکہ وہ اُسی کام کو آگے بڑھا رہا ہے جو نبی کا کام ہے، جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام ہے۔ چاہے وہ مجدد ہونے کا اعلان کرے یا نہ کرے کیونکہ مجدد ہونے کے اعلان سے یا مجدد ہونے سے خلافت کا مقام نہیں بڑھتا۔ بلکہ خلافت کا مقام پہلے ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ہر خلیفہ مجدد ہوتا ہے۔ مجدد کا مطلب ہے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے بدعات کا خاتمہ کرنے والا، اصل تعلیم کو جاری رکھنے والا، اصلاح کی کوشش کرنے والا، تبلیغِ اسلام کے لئے منصوبہ بندی کرتے ہوئے اُس کو آگے پھیلانے والا۔ پس یہ کام تو خلافتِ احمدیہ کے تحت ہو ہی رہا ہے۔ بلکہ یہ کام تو خلافت کے نظام کے تحت مستقل مبلغین کے علاوہ بہت سے احمدی بھی اپنے دائرے میں کر رہے ہیں۔ گویا تجدیدِ دین کے یہ چھوٹے چھوٹے دیے یا lamp تو ہر جگہ جل رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں تو تجدیدِ دین کے لئے ایک ایک وقت میں سینکڑوں نبی اور مجدد گزرے ہیں، وہی نبی جو تھے وہ خلیفہ بھی کہلاتے تھے اور مجدد بھی کہلاتے تھے۔

(ماخوذ از تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 123)

اسلام میں ہزاروں کیوں نہیں ہو سکتے؟ الفاظ میرے ہیں، مفہوم کم و بیش یہی ہے۔ اور یہ جو سوال اُٹھتا ہے کہ ہر صدی کے مجدد تھے، اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے بارہ صدیوں کے بارہ مجدد گزرے ہیں اور چودھویں صدی کے تیرھویں مجدد آپ ہیں۔ تو تاریخِ اسلام سے تو یہ ثابت ہے کہ ہر علاقے میں مجدد دین پیدا ہوئے ہیں یہ صرف بارہ کا سوال نہیں ہے بلکہ ایک ایک وقت میں کئی کئی مجدد دین پیدا ہوئے ہیں۔ دین کی اصلاح کے لئے جہاں جہاں ضرورت پڑتی رہی اللہ تعالیٰ لوگوں کو کھڑا کرتا رہا۔ لیکن پھر سوال یہاں یہ ہے کہ جماعتِ احمدیہ کے لٹریچر میں بھی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی لکھا ہے کہ ہم بارہ مجدد دین کیوں گنتے ہیں؟ عربوں میں تو اکثریت ایسی ہے جو اس بات کو نہیں مانتی کہ یہ بارہ مجدد تھے،

بقیہ صفحہ 4 پر

تجھی کو جو یاں جلوہ فرمانہ دیکھا

تجھی کو جو یاں جلوہ فرما نہ دیکھا
برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا

مرا غنچۂ دل ہے وہ دل گرفتہ
کہ جس کو کسو نے کبھو وا نہ دیکھا

یگانہ ہے تو آہ بیگانگی میں
کوئی دوسرا اور ایسا نہ دیکھا

اذیت مصیبت ملامت بلائیں
ترے عشق میں ہم نے کیا کیا نہ دیکھا

کیا مجھ کو داغوں نے سرو چراغاں
کبھو تو نے آ کر تماشا نہ دیکھا

تغافل نے تیرے یہ کچھ دن دکھائے
ادھر تو نے لیکن نہ دیکھا نہ دیکھا

حجاب رخ یار تھے آپ ہی ہم
کھلی آنکھ جب کوئی پردا نہ دیکھا

خواجہ میر درد

اداریہ

اسلام کی اصل اور اس کا خلاصہ

مورخہ 3 مئی 2021 ء کے شمارہ الفضل آن لائن میں مکرمہ مریم رحمن ’’آج کی دعا‘‘ کے تحت جو دُعا لائی ہیں اسے آپ نے ’’دین کا خلاصہ‘‘ کا عنوان دے کر یوں لکھا ہے۔

آپ ﷺ نے اپنی زبان پکڑی، اور فرمایا: اسے اپنے قابو میں رکھو۔

قَالَ أَلَا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ كُلِّهِ وَعَمُودِهِ وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ ثُمَّ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذَلِكَ كُلِّهِ قُلْتُ بَلَى يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ قَالَ كُفَّ عَلَيْكَ هَذَا فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ فَقَالَ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ أَوْ عَلَى مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ

(جامع ترمذی أَبْوَابُ الْإِيمَانِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ باب مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ الصَّلَاةِ حدیث: 2616)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں دین کی اصل، اس کا ستون اور اس کی چوٹی نہ بتادوں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ یا رسول اللہ (ضرور بتائیے)۔ آپ نے فرمایا: ‹ دین کی اصل اسلام ہے اور اس کا ستون (عمود) صلاۃ ہے اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: ‹ کیا میں تمہیں اس سارے دین کا خلاصہ نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا: جی ضرور بتائیں یا رسول اللہ!۔ آپ نے اپنی زبان پکڑی، اور فرمایا: اسے اپنے قابو میں رکھو، میں نے عرض کیا: اللہ کے نبی! کیا ہم جو کچھ بولتے ہیں اس پر پکڑے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: تمہارا بھلا ہو یا معاذ! لوگ اپنی زبان کی کاٹی ہوئی کھیتیوں (یعنی اپنے برے بول اور بے موقع باتوں) کی وجہ سے ہی جہنم میں اوندھے منہ گرتے ہیں۔

مقدس الانبیاء آقائے دوجہاں، سید و مولیٰ حضرت محمد ﷺ نے اس مبارک حدیث میں عالمگیر، سچے اور پاک مذہب اسلام کی ساری تعلیمات کا خلاصہ بیان فرمایا ہے۔

پوری حدیث کچھ اس طرح ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا، ایک دن صبح کے وقت میں آپ ﷺ سے قریب ہوا، ہم سب چل رہے تھے، میں نے آپ سے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں لے جائے، اور جہنم سے دور رکھے؟ آپ نے فرمایا: تم نے ایک بہت بڑی اور مشکل بات پوچھی ہے۔ اور بے شک یہ عمل اس شخص کے لیے آسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ توفیق دے۔تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، صلاۃ قائم کرو، زکاۃ دو، رمضان کے روزے رکھو، اور بیت اللہ کا حج کرو۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں بھلائی کے دروازے (راستے) نہ بتاؤں؟ صوم ڈھال ہے، صدقہ گناہ کو ایسے بجھادیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے، اور آدھی رات کے وقت آدمی کا صلاۃ (تہجد) پڑھنا، پھر آپ نے آیت تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ کی تلاوت يَعْمَلُوْنَ تک فرمائی، پھر آپ ﷺ نے مندرجہ بالا ارشاد فرمایا جس میں پورے دین کا خلاصہ بیان فرمایا ہے۔

اس حدیث کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں دین کا اصل اور خلاصہ اور دوسرے میں ارکان اسلام میں بیان عبادات اور اس کی اہمیت نیز صدقہ کی افادیت بیان ہوئی ہے۔قبل اس کے دین کے کہ اصل، خلاصہ اور اس میں بیان عبادات پر روشنی ڈالی جائے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس میں استعمال بعض الفاظ کی وضاحت بیان کردی جائے۔ جیسے

اصل: بنیاد اور جڑ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ نیز کھرا، حقیقت کے بھی معنی ہیں۔

ستون: س پر پیش کے ساتھ ۔چھت یا کسی چیز کو سہارا دینے کیلئے منار۔ انگریزی میں Pillar استعمال ہوتا ہے۔ اہم رکن۔ جماعت میں اہم شخصیت۔

چوٹی: اونچی جگہ۔ بلند درجہ۔ Peak چوٹی کی بات، اعلیٰ درجہ کی بات۔عمدہ بات پہاڑ کی سب سے اونچی جگہ

ڈھال: پناہ اور بچاؤ کے لئے لوہے کا ہتھیار۔ سِپر

خلاصہ: نچوڑ۔لب لباب خلاصہ کلام یعنی حاصل کلام۔

کھیتی: فصل، کاشتکاری، اناج۔

ان معنوں کو سامنے رکھ کر اس حدیث میں بیان امور کو سمجھنا آسان ہوگا۔ اوپر الفضل میں بیان حدیث کی ترتیب کے مطابق سب سے پہلے جس امر کی طرف آنحضور ﷺ نے توجہ دلائی وہ یہ ہے کہ

دین کی اصل اسلام ہے

جب سے مذہبی دنیا کا آغاز ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء بھجوانے کا سلسلہ شروع کیا اور ان کے ذریعہ مذاہب بنے ان سب کا دین اسلام تھا۔ ان سب کے دین کی اصل اسلام تھا۔ چونکہ تمام مذاہب کی بنیادی تعلیم امن، سلامتی اور شانتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حَنِیْفًا مُّسْلِمًا ؕ قرار دیا (آل عمران:68) نیز اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مخاطب ہو کر فرمایا هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا (الحج:79) کہ اے ابراہیم! اس اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اس سے پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی۔

چونکہ مذاہب کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ بعض پیروکار شدت پسندی کی تعلیم دیتے رہے جیسا کہ اب اسلام میں مختلف مقامات پر مسلمانوں میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ توہین مذہب کے نام پر قتل و غارت، شور شرابا اور دنگا فساد روز کا معمول بن چکا ہے۔ جبکہ اسلام کا لفظ سلامتی سے نکلا ہے۔جس کے معنی یہ ہیں کہ ایک مسلمان اپنے لئے بھی سلامتی کا موجب ہو اور اس کے ہاتھوں دوسرے مسلمان بھی سلامتی میں رہیں جیسا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے ۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ

اور جب اسلام پر ایمان لا کر انسان مومن ہوتا ہے تو اس کے معانی بھی یہی ہیں کہ اس سے اس کا نفس امن میں آجاتا ہے اور دوسرے لوگ بھی جیسا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا المومن من یامنہ الناس

آنحضور ﷺ نے ایک سریہ کو بھجواتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ جس جگہ تم مسجد دیکھو یا اذان کی آواز سنو تو وہاں حملہ نہ کرنا اور نہ کسی کو قتل کرنا (ابو داؤد کتاب الجہاد)

دین کا ستون صلوٰۃ ہے

اس مضمون کو آنحضور ﷺ نے ان الفاظ میں بھی بیان فرمایا ہے کہ الصلوٰۃ عماد الدین

صلوٰۃ کے معنی گو ’درود کے بھی ہیں مگر یہاں اس سے ’’قیام نماز‘‘ مراد ہے جو پانچ اسلامی ارکان میں سے ایک رکن ہے جس طرح عمارت کی چھت ستونوں پر قائم ہوتی ہے ان ستونوں کا مضبوط ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح اسلامی عمارت کی مضبوطی کے لئے نماز جیسے ستون کا مضبوط ہونا ضروری ہے۔جس کا ذکر قرآن کریم اور ارشادات نبوی میں کثرت سے ملتا ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نماز کو چھوڑنا انسان کو شرک اور کفر کے قریب کردیتا ہے۔

(مسلم کتاب الایمان)

دیہاتی لوگوں کے ایک گروہ نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر نماز میں کمی یا معافی کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جس مذہب میں عبادت (نماز) نہیں وہ مذہب نہیں۔ پس ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے دین کو مضبوط سے مضبوط کرنے کے لئے دین کے ستون نماز کو ایمان کے سیمنٹ سے مرمتیں کرتے رہیں اور اپنی اولادوں کو بھی اس طرف راغب رکھیں۔

دین کی چوٹی جہاد ہے

پھر اس فرمان رسول ﷺ میں دین کی بلندی کو جہاد قرار دیا گیا ہے۔ جہاد دو طرح کا ہے ایک تو تلوار کا جہاد ہے جس کے لئے امام کا ہونا ضروری ہے۔ دوسرا جہاد تعلیم و تربیت کا جہاد ہے جو زیادہ بڑا جہاد ہے۔ جیسا کہ آنحضور ﷺ نے ایک دفعہ تلوار والے جہاد سے واپسی پر فرمایا ۔رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر کہ ہم اب چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد یعنی تعلیم و تربیت اور اصلاح احوال کے جہاد کی طرف لوٹ رہے ہیں اور یہی وہ جہاد ہے جسے ہم دین کی چوٹی یعنی بلندی قرار دے سکتے ہیں۔ جو ہمہ وقت تا قیامت جاری و ساری ہے۔

اس کی وضاحت آنحضور ﷺ نے مختلف مقامات پر فرمائی ہے جیسے ایک موقع پر فرمایا کہ بہترین جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق و انصاف کی بات کرنا ہے۔ (ترمذی کتاب الفتن) ایک موقع پر فرمایا۔ مشرکوں سے اپنے اموال ’اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ذریعہ جہاد کرو۔ (ابو داؤد کتاب الجہاد) جنگ بدر کے موقع پر آنحضور ﷺ کی الحاح و تضرع سے کی ہوئی یہ دعا۔ اللهم ان تهلك هذا العصابة من اهل الاسلام لا تعبدني الارض ابدا (ترمذی کتاب التفسیر) بھی جہاد اکبر کے زمرے میں آتی ہے اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنی اور اپنے اہل خانہ اور ماحول میں بسنے والے احمدیوں کی اصلاح و تربیت کے لئے بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ ان کے لئے دعائیں کرنا بھی ضروری ہے۔

دین کا خلاصہ

زیر بحث فرمان میں آنحضور ﷺ نے زبان کو روک کر رکھنے کو دین کا خلاصہ قرار دیا ہے اور فرمایا جس طرح انسان اپنے کھیت میں بیج بوتا ہے اگر بیج اچھا اور عمدہ ہو گا تو اچھی فصل کاٹے گا اور اگر بیج معیاری نہ ہو گا تو فصل بھی اچھی نہ ہو گی۔ اور پھر بعض اوقات کھیت میں جڑی بوٹیاں اور کھاس پھوس اُگ آتا ہے اچھی اور عمدہ فصل کے حصول کے لئے ان کو تلف کرنا ضروری ہے۔

یہ خوبصورت مثال دے کر آنحضور ﷺ نے کیا ہی اعلیٰ اور عمدہ رنگ میں مسلمانوں کو سمجھایا ہے کہ اپنی زبان کو کنٹرول

بقیہ صفحہ 5 پر

منور علی شاہد۔ جرمنی

کل پاکستان مقابلہ تقریر (انگریزی) بمقام دارالذکر لاہور

قسط سوئم و آخر

اس سے پہلے روزنامہ الفضل آن لائن میں کل پاکستان مقابلہ تقریر (اردو) اور نظم کی روئیداد شائع ہو چکی ہیں، کل پاکستان مقابلہ تقریر (انگریزی) تیسرا علمی مقابلہ تھا جو شعبہ تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی نگرانی میں دارالذکر لاہور میں منعقد ہوا تھا اور اس کی میزبانی کا شرف بھی مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کو ہوا تھا، مکرم چوہدری منور علی صاحب قائد ضلع لاہور تھے حسب سابق مجلس عاملہ ضلع کے فیصلوں کی روشنی میں مکرم راجہ منیر احمد خان صاحب صدرِ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان سے منظوری لی گئی اور مکرم عبدالسمیع خان صاحب مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے گزشتہ مقابلے کی طرح اس کے بھی قواعد وضوابط اور عناوین کی منظوری حاصل کی گئی۔ فیصلہ کے مطابق یہ مقابلہ 26 ستمبر 1996 کو دارالذکر میں ہونا تھے اور اس کے عناوین درج ذیل تھے،

Blessings of Khilafat.1

Muhammad Zafrullah Khan.2

My aim in life.3

انگریزی زبان میں اس طرح کا علمی مقابلہ اپنی نوعیت کا پہلا مقابلہ تھا جس کا مقصد خدام کو انگریزی زبان کی طرف راغب کرنا اور ان کی اہلیت کو جانچنا تھا۔ حسب سابق جملہ قائدین اضلاع وعلاقہ خدام الاحمدیہ کو پروگرام کے ساتھ تین تین بار خطوط ارسال کئے گئے اور ایک دن قبل بذریعہ ٹیلیفون سب کو یاد دہانی کرائی گئی تھی۔

منصفین مقابلہ تقریر (انگریزی)۔ لاہور کی جماعت کے تین صاحب علم بزرگوں نے اس مقابلہ میں منصفین کے فرائض سرانجام دیئے تھے ان میں،

1 مکرم مبشر احمد دہلوی صاحب سیکرٹری تعلیم جماعت احمدیہ لاہور

2 مکرم پروفیسر محمد افضل صاحب

3 مکرم ڈاکٹر رفیق احمد ساہی صاحب

مقابلہ کا آغاز۔ 26 ستمبر 1996 شام ساڑھے سات بجے دارالذکر لاہور میں انگریزی کے کل پاکستان تقریری مقابلہ کا آغاز ہوا ہے، پروگرام کی صدارت مکرم میجر عبداللطیف صاحب قائم مقام امیر جماعت احمدیہ لاہور نے کی جبکہ مہمان خصوصی مکرم عبدالسمیع خان صاحب مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان تھے۔ تلاوت کے بعد مکرم منور علی شاہد صاحب منتظم اعلیٰ مقابلہ نے مقابلہ کی رپورٹ پیش کی، مکرم اظہر محمود ناصر صاحب نائب منتظم اعلیٰ نے مقابلہ کے قواعد وضواط پڑھ کر سنائے اور منصفین کا تعارف کرایا۔ مکرم امیر صاحب کی اجازت سے مقابلہ کا باقاعدہ آغاز کیا گیا۔

نتائج منصفین کے فیصلہ کے مطابق درج ذیل خدام نے پوزیشنیں حاصل کیں

اول۔ مکرم چوہدری سلطان احمد صاحب کھرل ضلع لاہور

دوم۔ مکرم ہمایوں اعوان صاحب ضلع گجرات

مکرم محمد ظفراللہ صاحب ربوہ (منصفین کے فیصلہ کے مطابق دوسری پوزیشن کے دو حقدار تھے)

سوم۔ مکرم نادر محمود صاحب ربوہ

خصوصی انعام مکرم مدثر اقبال باجوہ صاحب سیالکوٹ

خصوصی انعام مکرم احمد شیراز صاحب شیخوپورہ

تقسیم انعامات و اختتامی دعا۔ تقسیم انعامات سے قبل مکرم عبدالسمیع خاں صاحب مہتمم تعلیم نے خدام سے خطاب کیا اور علمی مقابلوں کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ مکرم میجر عبداللطیف صاحب قائم مقام امیر لاہور نے پوزیشنیں لینے والوں میں انعامات تقسیم کئے اور اختتامی دعا کرائی اور یوں تیسرا کل پاکستان علمی مقابلہ اپنے اختتام کو پہنچا۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اس سے پہلے دارالذکر لاہور میں 3 جون 1994 کو تقریر اردو اور 10 ستمبر 1995 کو نظم کے کل پاکستان علمی مقابلے منعقد ہوئے تھے۔

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

خاص طور پر اس ترتیب سے جس سے ہم ہندوستانی مجددین گنتے ہیں۔ اکثریت مسلمانوں کی یہ تو مانتے ہی نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ایک بہت اچھا جواب دیا ہے۔ آپ ایک جگہ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ ہندوستانی بارہ مجددین کے نام پیش کرتے ہیں کہ شاید یہ تمام دنیا کے لئے تھے حالانکہ یہ غلط ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’مجددین کے متعلق لوگوں میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ ایک ہی مجدد ساری دنیا کی طرف مبعوث ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر ملک اور ہر علاقے میں اللہ تعالیٰ مجدد پیدا کیا کرتا ہے مگر لوگ قومی یا ملکی لحاظ سے اپنی قوم اور اپنے ملک کے مجدد کو ہی ساری دنیا کا مجدد سمجھ لیتے ہیں، حالانکہ جب اسلام ساری دنیا کے لئے ہے تو ضروری ہے کہ دنیا کے مختلف علاقوں اور مختلف ملکوں میں مختلف مجددین کھڑے ہوں۔ حضرت سید احمد صاحب بریلویؒ بھی بے شک مجدد تھے مگر وہ ساری دنیا کے لئے نہیں تھے بلکہ صرف ہندوستان کے مجدد تھے۔ اگر کہا جائے کہ وہ ساری دنیا کے مجدد تھے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے عرب کو کیا ہدایت دی۔ انہوں نے مصر کو کیا ہدایت دی۔ انہوں نے ایران کو کیا ہدایت دی۔ انہوں نے افغانستان کو کیا ہدایت دی۔ ان ملکوں کی ہدایت کے لئے انہوں نے کوئی کام نہیں کیا لیکن اگر ان ممالک کی تاریخ دیکھی جائے تو ان میں بھی ایسے لوگ نظر آتے ہیں جو صاحب وحی اور صاحب الہام تھے اور جنہوں نے اپنے ملک کی رہنمائی کا فرض سرانجام دیا۔ پس وہ بھی اپنی اپنی جگہ مجدد تھے۔‘‘ وہ لوگ چاہے انہوں نے اعلان کیا یا نہیں، کسی نے اُن کے بارے میں کہا یا نہیں، جنہوں نے بھی دین کی رہنمائی کا فرض ادا کیا، اصلاح کا فرض ادا کیا وہ اپنی اپنی جگہ مجدد تھے۔‘‘ اور ’’یہ بھی اپنی جگہ مجدد تھے‘‘ یعنی ہندوستان والے۔‘‘ فرق صرف یہ ہے کہ کوئی بڑا مجدد ہوتا ہے اور کوئی چھوٹا۔ ہندوستان میں آنے والے مجددین کی اہمیت اس لئے ہے کہ وہ اُس ملک میں آئے جہاں مسیح موعود نے آنا تھا اور اس طرح اُن کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بطورِ ارہاص تھا‘‘۔ آپ سے پہلے آنے والے تھے، بتانے والے تھے کہ مسیح موعود آنے والا ہے۔ چودھویں صدی کا مجدد آنے والا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ’’ورنہ ہمارا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ صرف یہی مجدد ہیں باقی دنیا مجددین سے خالی رہی ہے۔ ہر شخص جو الہام کے ساتھ تجدیدِ دین کا کام کرتا ہے وہ روحانی مجدد ہے۔ ہر شخص جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے تجدید کا کوئی کام کرتا ہے وہ مجدد ہے چاہے وہ روحانی مجدد نہ ہو۔ جیسے میں نے کئی دفعہ مثال دی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ فرمایا کہ اورنگزیب‘‘ (جو بادشاہ تھا وہ) ’’بھی مجدد تھا۔ حالانکہ اورنگزیب کو خود الہام کا دعویٰ نہیں تھا۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 199)

پس یہ حقیقت ہے مجددین کی کہ ایک ایک وقت میں کئی کئی ہو گئے، بلکہ ہزاروں بھی ہو سکتے ہیں۔ جبکہ خلیفہ ایک وقت میں ایک ہی ہوگا۔ اب حیثیت اُس کی بڑی ہے جو ایک وقت میں ایک ہو یا وہ جو ایک وقت میں کئی کئی ہوں۔

(خطبہ جمعہ 10؍ جون 2011ء)

رپورٹ: عبدالہادی قریشی۔ نمائندہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن سیرالیون

سیرالیون کے بوریجن میں مسجد کا بابرکت افتتاح اور تقریب آمین

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ مسلم جماعت سیرالیون کو مؤرخہ 9/اپریل 2021ء کو بوریجن کی جماعت کنڈوروواہوں Kundorwahon میں ایک نئی مسجد کے افتتاح کی توفیق ملی۔ اس کے ساتھ ہی اس جماعت میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کرنے والے بچے اور بچیوں کی تقریب آمین ہوئی۔ اس علاقہ میں جماعت کا نفوذ 2019ء میں ہوا تھا اور نمازیوں کی ضروت کے پیشِ نظر یہاں ایک نئی مسجد کی تعمیر کی ضرورت پیش آئی۔حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پُرشفقت اجازت سے مکرمہ خالدہ ضیاء پروین راناصاحبہ آف جرمنی نے اس مسجد کے اخراجات اپنے بعض قریبی عزیزوں مکرم مولا بخش شیخو صاحب مرحوم، مکرمہ عزیزہ قریشی صاحبہ مرحومہ، مکرم نظام الدین راجپوت صاحب مرحوم، مکرمہ کریمہ بی بی صاحبہ مرحومہ، مکرم رانا خوشی محمد صاحب مرحوم، مکرمہ زینب بی بی صاحبہ مرحومہ، مکرم رانا علاؤالدین صاحب مرحوم، مکرمہ خورشید بیگم صاحبہ مرحومہ، مکرم رانا سفیر احمد صاحب اور مکرم راناولی محمد صاحب کی طرف سے ادا کئے۔ مسجد کی تعمیر پر قریباً 100 ملین لیونز کی رقم خرچ ہوئی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مسجد کا نام مسجد بیت الرحیم عطا فرمایا۔

مسجد میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ اور ایم ٹی اے سننے کے لئے سولر پینل، tv، سیٹ لائٹ ڈش وغیرہ اور لاؤڈ سپیکر کا انتظام بھی موجود ہے۔ مسجد کا کل احاطہ تین ٹاؤن لاٹ ہے اور مسقّف رقبہ 45x35 فٹ ہے اور اس میں قریباً 250 افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔

مسجد کے تعمیری کام کی نگرانی کی سعادت مکرم عقیل احمد صاحب ریجنل مبلغ بوریجن اور مکرم اُمرا سمبُو صاحب لوکل معلم کو حاصل ہوئی۔

مسجد کا سنگ بنیاد مؤرخہ 21فروری 2020ء کو مکرم مولانا سعید الرحمٰن صاحب امیرو مشنری انچارج سیرالیون نے ایک تقریب میں رکھا تھا۔

افتتاح کی تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد مہمانوں کا تعارف کروایا گیا۔

مکرم عقیل احمد صاحب ریجنل مبلغ نے اس علاقہ میں جماعت کا اور مسجد کا تعارف کروایا۔ مکرم امیر صاحب نے قرآن کریم کا پہلا دور مکمل

کرنے والے بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم سنا۔ کل 11 بچوں کو قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

آپ نے اپنے خطاب میں سامعین کو بتایا کہ جماعت احمدیہ کا ایک بنیادی مقصد نماز کا قیام اور لوگوں کو قرآن کریم پڑھانا ہے اور جماعت یہ کام کسی بھی معاوضہ کے بغیر کرتی ہے اور ایک سال کے عرصہ میں یہاں کے معلم نے یہاں کے گیارہ بچوں کو قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کروایا ہے۔ الحمدللہ

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے فیتہ کاٹ کر مسجد کا باقاعدہ افتتاح فرمایا اور دعا کروائی جس کے بعد نماز جمعہ ادا کی گئی۔ مکرم امیر صاحب نے اپنے خطبہ میں بتایا کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی آمد کا مقصد تفرقہ بازی کو ختم کرنا، امن کا قیام اور لوگوں کو اسلام کی صحیح تعلیم کی طرف ہدایت دینا تھا اور یہی کام آج جماعت احمدیہ ساری دنیا میں کررہی ہے۔ الحمدللہ

نماز کے بعد حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

اس بابرکت تقریب میں ایک پیراماونٹ چیف، ایک ریجنٹ چیف، ٹاؤن چیف، چیفڈم امام کے نمائندہ، مرکزی اور لوکل مبلغین اور متعدد غیراز جماعت اماموں سمیت اس علاقہ کی مختلف جماعتوں کے قریباً 300 مردوزن نے شرکت کی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو ہمیشہ نمازیوں سے آباد رکھے۔ آمین

بقیہ: اداریہ...... از صفحہ 3

میں رکھنا ضروری ہے ورنہ آپ اپنے نیک اعمال کی کھیتی میں اچھی فصل نہیں اُگا سکتے۔ آنحضور ﷺ نے زبان کے غلط استعمال سے پیدا ہونے والی بیماریوں اور بدیوں کا ذکر فرمایا ہے جیسے چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوسکتا (بخاری کتاب البر والصلۃ) پھر فرمایا۔ طعنہ زنی، فحش کلامی، یاوہ گو اور زبان دراز مومن نہیں ہوسکتا (ترمذی کتاب البر والصلۃ) جہاں تک اچھے معنوں میں زبان کے استعمال کا تعلق ہے۔ اوپر یہ فرمان رسول ﷺ گزر چکا ہے کہ زبان سے جہاد کرو۔ نیکی کا، دعوت الی اللہ کا، تعلیم و تربیت و اصلاح و احوال۔ اچھی بات کہو ورنہ خاموش رہو۔ خاکسار نے کچھ عرصہ قبل زبان پر یکے بعد دیگرے دو آرٹیکلز تحریر کئے تھے۔ ایک میں خاکسار نے تحریر کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ انسان کو پیدائش کے ساتھ ہی زبان عطا کر دیتا ہے لیکن جب زبان بولنے کے قابل ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ دانتوں کے ذریعہ اس کی حفاظت کرتا ہے جو فلٹر کا کام کرتے ہیں اسی لئے کہتے ہیں بتیس دانتوں میں زبان ہے۔ جو زبان کو معمولی سا کاٹ کر اسے سبق بھی دیتے رہتے ہیں۔

ایسا عمل جو جنت میں لے جائے اور جہنم سے دور رکھے

پانچویں بات میں حضرت معاذ بن جبلؓ نے آنحضور ﷺ سے سوال کیا کہ جنت میں جانے اور جہنم سے بچنے کا کوئی عمل بتائیں تو آنحضور ﷺ نے فرمایا:

اللہ کی عبادت کرو۔ اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ دو۔ رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو۔

مذکورہ بالا احکامات دراصل ارکان اسلام ہیں جن کی طرف آنحضور ﷺ نے توجہ دلائی ہے۔ اس سے آگے حدیث کے الفاظ میں آنحضورؐ نے صوم کو ڈھال یعنی سپر، صدقہ گناہوں کو ایسے مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو نیز نماز تہجد کا ذکر فرمایا ہے۔ اسے دین کا خلاصہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ تمام مضمون کسی نہ کسی رنگ میں اوپر بیان ہو چکا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم تمام عبادات کو ان کے فلسفہ اور حکمت کو سامنے رکھ کر بجا لائیں تو عبادات کا مزا بھی دوبالا ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور قبولیت کا درجہ پاتی ہیں۔ جیسے آپؐ نے فرمایا:

روزہ ڈھال ہے

جس طرح لوہے کی ڈھال انسان کو تلوار کی دھار سے بچا لیتی ہے اسی طرح روزہ ڈھال ہے تمام بدیوں سے جو تلوار کی طرح انسان پر حملہ آور ہوتی ہیں۔ روزہ اس کو روک کر رکھتا ہے صوم کے معنی بھی رکنے یا روکنے کے ہیں۔ پھر آخر پر آنحضور ﷺ نے مندرجہ بالا تمام عبادات کی اعلیٰ رنگ میں بجا آوری کے لئے راتوں کو اٹھ کر تنہائی میں جب آپ کو کوئی نہ دیکھ رہا ہو، شرمندگی اور ندامت کے آنسو تہجد کی نماز میں بہانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اور اپنے خدا سے ان عبادات کو اچھے طریق پر بجالانے کی مدد مانگنے کی تاکید فرمائی ہے۔ یہ کامیابی کا گر ہے جو آنحضور ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔ اور اسی سے مقام محمود حاصل ہوگا۔

نوافل کی بہت اہمیت ہے۔ نوافل تو فرائض میں کمی کو پورا کرتے ہیں (ترمذی کتاب الصلوٰۃ) ویسے بھی ہر نیکی کے کام میں نوافل ہوتے ہیں جو بجالائے جائیں تو ہر نیکی چمک اُٹھتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’نوافل سے مومن میرا مقرب ہو جاتا ہے ایک فرائض ہوتے ہیں دوسرے نوافل یعنی ایک تو وہ احکام ہیں جو بطور حق واجب کے ہیں اور نوافل وہ ہیں جو زائد از فرائض ہیں اور وہ اس لئے ہیں کہ فرائض میں اگر کوئی کمی رہ گئی ہو نوافل سے پوری ہو جاوے۔ لوگوں نے نوافل صرف نماز ہی کے نوافل سمجھے ہوئے ہیں نہیں یہ بات نہیں۔ ہر فعل کے ساتھ نوافل ہوتے ہیں۔ انسان زکوٰۃ دیتا ہے تو کبھی زکوٰۃ کے سوا بھی دے۔ رمضان میں روزے رکھتا ہے کبھی اس کے سوا بھی رکھے قرض لے تو کچھ ساتھ زائد دے کیونکہ اس نے مروّت کی ہے۔ نوافل متمم فرائض ہوتے ہیں‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 79-80)

ترجمہ و تلخیص: مدثر ظفر

گولڈن مول Golden Mole (اندھا شکاری)

گولڈ مول دیکھنے میں ایسے چوہے کی طرح نظر آتا ہے جس کی آنکھیں اور کان نہ ہوں۔لیکن اس کا شمار چوہوں کی طرح Rodent (چوہوں کا خاندان جو ممالیا ہوتے ہیں اور اپنے بچوں کو دودھ پلاتے ہیں) میں نہیں ہوتا بلکہ یہ insectivore نسل سے تعلق رکھتے ہیں جو اپنے بچوں کی پرورش کیڑے مکوڑوں سے کرتے ہیں۔

گولڈن مول جنوبی افریقہ کے صحراؤں میں پایا جاتا ہے۔یہ شاندار تیراک ہے لیکن پانی میں نہیں بلکہ ریت میں تیرتا ہے۔اس کی مخصوص جسمانی بناوٹ اور جسم پر نرم ملائم بال اسے ریت میں تیرنے میں مدد کرتے ہیں۔اس کی ناک پر کھال کی موٹی تہہ ریت کو اس کے راستے سے ہٹانے میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔پنجے چھوٹے لیکن نہایت طاقتور ہونے کے باعث یہ آسانی سے خود کو ریت میں چھپا کر آگے بڑھتا ہے۔

جانور، چرند، پرند اور دیگر حشرات مختلف مقاصد کے لیے اپنے بالوں اور رنگوں کا بھرپور استعمال کرتے ہیں۔جیسے تتلی اپنے رنگوں سے اپنے شکاری کو چقمہ دیتی ہے۔مچھلیوں کی بعض اقسام (اسکوئڈ) اپنے بالوں سے مدمقابل کو ڈراتی ہیں۔پرندے اپنے رنگوں سے صنف مخالف کو اپنی طرف مائل کرتے ہیں۔لیکن گولڈن مول اندھے ہوتے ہیں تو آخر ان کی جلد پر چمکدار بالوں کا جن کا چلتے وقت رنگ تبدیل ہوتا

ہے کیا مقصد ہوا؟ سائنسدانوں کا خیال ہے کہ یہ چمکدار لچکیلے بال انہیں ریت میں روانی سے تیرنے میں مدد کرتے ہیں۔اس کے علاوہ ان کا کوئی مقصد سمجھ میں نہیں آتا۔

اس کے کان بہت حساس ہوتے ہیں اور آنکھوں کی طرح کان بھی جلد کے اندر ہوتے ہیں۔اس کی جسامت پنگ پونگ گیند کے برابر ہوتی ہے۔اس کی لمبائی تین انچ تک ہوتی ہے۔پیدائش کے وقت ان کی آنکھیں ہوتی ہیں لیکن کچھ ہی عرصہ بعد آنکھیں اور کان کھال اور جلد کے بالوں سے مکمل طور پر ڈھک جانے سے بصارت سے بکلی محروم ہوجاتے ہیں۔گو کہ ان کی آنکھیں دیکھنے کے قابل نہیں رہتی لیکن اتنی فعال ضرور ہوتی ہیں کہ دن اور رات میں تمیز کرسکیں۔ان کی آنکھیں بصارت سے محروم ہونے کے باوجود نہ صرف دن اور رات میں تمیز کر سکتی ہیں بلکہ موسموں کا ٹھیک ٹھیک اندازہ کرنے کے بھی قابل ہوتی ہیں۔اسی بناء پر یہ اپنے بریڈنگ سیزن کو محسوس کر لیتے ہیں۔

یہ رات کے وقت خوراک کی تلاش میں نکلتے ہیں۔دیمک، چھپکلیاں اور اس طرح کے دوسرے حشرات اس کی بنیادی خوراک میں شامل ہے۔اللہ تعالیٰ نے انہیں شاندار قوت سماعت عطاء فرمائی ہے۔

ان کے کان کتنے حساس اور معمولی سی آواز کو سننے اور ارتعاش کو محسوس کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا کہ یہ ریت پر چلتی ہوئی چھپکلی اور دیمک کے چلنے کی آواز کو بھی باآسانی سن سکتا ہے۔یہ ریت میں چھپ کر بیٹھتا ہے اور ریت کی سطح پر چلنے والے کیڑوں کی نہ صرف آواز کو سن سکتا ہے بلکہ ان کے چلنے سے ریت میں پیدا ہونے والے معمولی سے ارتعاش (Vibration) کو بھی محسوس کرسکتا ہے۔ریت پر چلنے والے کیڑے کی رفتار اور سمت کا بخوبی اندازہ لگا لینے کے بعد یہ اسے کھالیتا ہے۔

یہ اس کے کان میں موجود مخصوص ہڈیوں کے باعث ممکن ہوتا ہے۔

خالق کائنات نے بصارت سے محروم اس چھوٹے سے جانور کی خوراک کا انتظام ایسے شاندار طریقے سے کر رکھا ہے کہ خوراک کے حصول میں اسے کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یَّنْفَعُنِیْ حُبُّہٗ عِنْدَکَ اَللّٰھُمَّ مَا رَزَقْتَنِیْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْہُ قُوَّۃً لِّیْ فِیْمَا تُحِبُّ اَللّٰھُمَّ وَمَا زَوَیْتَ عَنِّیْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْہُ فَرَاغًا لِّیْ فِیْمَا تُحِبُّ

(جامع ترمذی اَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ حدیث:3491)

ترجمہ: اے اللہ! تو مجھے اپنی محبت عطا کر، اور مجھے اس شخص کی بھی محبت عطا کر جس کی محبت مجھے تیرے دربار میں فائدہ دے۔اے اللہ! میری محبوب چیزیں جو تو مجھے عطا کرے ان کو اپنی محبوب چیزوں کی خاطر میرے لئے قوت کا ذریعہ بنا دے اور میری جو پیاری چیزیں تو مجھ سے علیحدہ کر دے ان کے بدلے اپنی پسندیدہ چیزیں مجھے عطا فرما دے۔

یہ امام الانبیاء سید و مولیٰ پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی محبتِ الٰہی کے حصول کی پیاری دعا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے۔اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قدر و قیمت ہے کہ اگر میں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولتمند ہوجائینگے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا۔اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچانا۔اور سچا ایمان اس پر لانا۔اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا۔اور سچی برکات اس سے پانا۔پس اس قدر دولت پاکر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں۔اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں۔یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہوجاتا ہے۔ان کی تاریکی اور تنگ گزرانی پر میری جان گھٹی جاتی ہے۔میں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے ان کے گھر بھر جائیں۔اور سچائی اور یقین کے جواہر ان کو اتنے ملیں کہ ان کے دامنِ استعداد پُر ہوجائیں۔“

(روحانی خزائن جلد21 صفحہ 324)

تیرے کوچے میں کن راہوں سے آؤں
وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھ کو پاؤں
محبت ہے کہ جس سے کھینچا جاؤں
خدائی ہے خودی جس سے جلاؤں
محبت چیز کیا کس کو بتاؤں
وفا کیا راز ہے کس کو سناؤں
میں اس آندھی کو اب کیونکر چھپاؤں
یہی بہتر ہے کہ خاک اپنی اڑاؤں
کہاں ہم اور کہاں دنیائے مادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

مرسلہ: مریم رحمٰن

انجینئر محمود مجیب اصغر

کوپرنیکس کا ہیلیو سنٹرک (Heliocentric) نظریہ اور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"100 عظیم شخصیات" میں پہلے نمبر پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لیا گیا ہے اور تیسرے نمبر پر عیسیٰ رسول الی بنی اسرائیل علیہ السلام کو بیان کیا گیا

The100A ranking of the most influential persons in the history by Michael H Hart

جہاں تک سائنس کا تعلق ہے اس کا عیسیٰ علیہ السلام یا آپ کی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں اسی لئے جب بھی سائنس کی دنیا میں کوئی جدید نظریہ پیش کیا گیا پادریوں نے اکثر اس کی مخالفت کی اور ایسے سائنس دانوں کو بڑی بڑی سزائیں دیں کیونکہ پادریوں کی تعلیمات کے انہیں خلاف پایا گیا جب کہ ہر نئی سائنسی تحقیق جو احیاء نو renaissance کے دور یا بعد میں ہوئی اسے قرآن کے مطابق پایا گیا اس کا واضح ثبوت موریس بکالے (Maurice Bucaille) کی کتاب

The Bible,Qur›an and Science

سے ملتا ہے جیسا کہ وہ لکھتا ہے

The Qur›an did not contain a single statement that was assailable from a .modern scientific point of view

یعنی قرآن حکیم میں ایک بھی ایسا بیان نہیں ہے جس پر جدید سائنسی نقطہ نظر سے حملہ ہو سکے

100 عالمی شہرت کی کتاب میں لکھا ہے

Similarly, even though modern science first arose in the Christian nations of westren Europe, it seems inappropriate to think of Jesus as responsible for the rise of Science. Certainly none of the early Christians interpreted the teachings of Jesus as a call for scientific investigation of the physical world. Indeed, the conversion of the Roman world to Chistianity was accompanied and followed by a drastic decline in both the general level of technology and general degree of interest in science.

The science did eventually arise in Europe indeed an indication that there was something in the European cultural heritage that was favourable to the scientific way of thinking. That something, however, was not the sayings of Jesus, but rather Greek rationalism, as typified by the works of Aristotle and Euclid. It is noteworthy that modern science developed, not during the hayday of church power and Christian piety, but rather on the heels of the Renaissance, a period during which Europe experienced a renewal of interest in its pre_Christian heritage.

(The 100......page 48,49)

یعنی اسی طرح، اگرچہ جدید سائنس نے مغربی یورپ کی عیسائی اقوام میں ترقی پائی لیکن یہ سوچنا نامناسب ہے کہ سائنس کی ترقی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مرہون منت ہے یقیناً ابتدائی عیسائیوں نے کبھی بھی عیسوی تعلیمات کو سائنسی تحقیقات کی طرف متوجہ کرتے ہوئے نہیں پایا بلکہ رومن ورلڈ کا عیسائی مذہب قبول کرنا سائنس اور ٹیکنالوجی کی عمومی پستی کا باعث بنا در اصل سائنس نے یورپ میں بالآخر ترقی اس وجہ سے کی کہ یورپ کی ثقافت میں اس کے آثار پائے جاتے تھے اس میں قطعاً عیسوی تعلیم کا کوئی دخل نہیں بلکہ یونان کے ارسطو اور اقلیدس کی تحریر کردہ معلومات کا نتیجہ ہے یہ امر قابل ذکر ہے کہ سائنس نے یورپ میں ترقی عیسائیت کے خوشحالی کے دوران نہیں کی بلکہ احیاء نو کے بل بوتے پر عیسائیت کے وجود سے پہلے کی ثقافت کی تجدید کا نتیجہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا ہے

"بائبل اور سائنس کی آپس میں ایسی عداوت ہے جیسی کہ دو سوکنیں ہوتی ہیں"

(الحکم 10اگست 1901ء)

بطلیموس کا جیوسینٹرک (Geocentric) ارض مرکزی نظریہ

سالہاسال تک علم ہیئت میں سائنسدان اس غلط نظریے پر قائم رہے کہ زمین ساکن ہے اور سورج اور دیگر سیارے زمین کے گرد گول مدار میں گھوم رہے ہیں اس کا تصور یونان کے عظیم فلاسفر ارسطو نے 340 ق م میں پیش کیا۔

بطلیموس Ptolemy دوسری صدی کا عظیم ماہر فلکیات وجغرافیہ دان تھا اس کی کتاب المجسطی Almagest قدیم یونانی عالمی شہرت یافتہ ریاضی اور علم ہیئت پر کتاب ہے جس کا impact کئی صدیوں پر محیط ہے بطلیموس نے ارسطو کے تصور کی وضاحت کرتے ہوئے geocentric ارض مرکزی نظریہ کا ماڈل تیار کیا جس کے مطابق زمین مرکز میں قائم تھی اور اردگرد 8 کرے تھے جن میں چاند، سورج، ستارے اور اس وقت تک معلوم 5 سیارے (عطارد، زہرہ، مریخ مشتری، اور زحل) شامل تھے۔

مسیحی کلیسیا نے اسے کائنات کے تصور کے طور پر اختیار کیا۔

یہ نظریہ کئی سو سال تک صحیح تسلیم کیا جاتا رہا لیکن بعد میں غلط ثابت ہوا۔

کوپرنیکس کا ہیلیو سنٹرک (Heliocentric) آفتاب مرکزی نظریہ

نکولس کوپرنیکس (1543_1473)

Nicolas Copernicus

پولینڈ کا ایک عظیم ہیئت دان تھا جس نے Heliocentric Theory پیش کی جس کے مطابق آفتاب مرکزی حیثیت رکھتا ہے جس کے گرد زمین سمیت سب اجرام فلکی گول مداروں میں گردش کر رہے ہیں اس تھیوری پر مشتمل کوپرنیکس نے 1514ء میں ایک سادہ ماڈل بنا کر پیش کیا جس نے

Earth Central Model

کو Sun Central Model میں بدل دیا اس وجہ سے کوپرنیکس کے خلاف پادریوں کی طرف سے کہرام مچ گیا اور چرچ کی طرف سے بہت شدید مخالفت ہوئی وہ اتنا خوف زدہ ہوا کہ اس نے آفتاب کی مرکزیت یعنی

Heliocentric(sun Central)Model

پر جو کتاب لکھی تھی اس کی اشاعت کو اپنی موت تک رکوا دیا چنانچہ جب وہ Death Bed پر یعنی قریب المرگ تھا اس وقت اس کی کتاب شائع ہوئی کتاب کا نام ہے

De Revolutionibus Orbium Celestium

(The Revolution of the Celestial Spere)

حتیٰ کہ گلیلیو Galileo Galilie (پیدائش 1564ء وفات 1642ء) کی دوربین ایجاد ہونے کے بعد اس کی تھیوری کی تصدیق ہو گئی۔

ازاں بعد (پیدائش 1571ء وفات 1639ء) Johannes Kapler نے کوپرنیکس کی تھیوری میں ترمیم کرتے ہوئے یہ تجویز دی کہ سیارے دائروں کی بجائے بیضوی مداروں میں حرکت کرتے ہیں

اس کے بعد نیوٹن Isaac Newton (پیدائش 1643ء وفات 1727ء) جیسے عظیم سائنسدان کی ریسرچ اور کتاب

Philosophia Naturralis Principia Mathematica

وغیرہ کی اشاعت نے کوپرنیکس کے نظریے کی پوری طرح تصدیق کر دی۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

کوپرنیکس کی کتاب پر پابندی اور گلیلیو کی تاحیات نظربندی

In1633,the Catholic Church convicted Galileo of heresy for«following the position of Copernicus,which is contrary to the true sense and authority of Holy Scripture»,and placed him under house arrest for the rest of his life.

More than 200 years later,in1835,the ban on the book was finally lifted.

(wikipedia)

1633ء میں کوپرنیکس کے نظریے کی تصدیق کے جرم میں گلیلیو پر کیتھولک چرچ کی طرف سے مقدمہ چلایا گیا کیونکہ چرچ کے نزدیک مرکزیت آفتاب کا نظریہ بدعت اور Holy Scripture کے خلاف تھا چنانچہ گلیلیو کو بطور سزا تاحیات نظر بند کر دیا گیا اور اسی حالت میں اس کی وفات ہوئی۔ 200 سال سے کچھ زیادہ سال بعد 1835ء میں اس کتاب پر سے ban اٹھا لیا۔ حال ہی میں ایک شہرہ آفاق سائنسدان (تھیوریٹیکل فزکسٹ کاسمالوجیسٹ) سٹیفن ہاکنگ نے اپنی کتاب

A Brief History of Time

(وقت کی مختصر تاریخ) میں بھی ان حقائق کا ذکر کیا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ حیات (1835ء_1908ء)

خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ بہت سارے اہم سائنسی انکشافات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیاۃ طیبہ (1835ء_1908ء) میں ظاہر ہوئے ہیں۔

1835ء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک پیدائش کا سال ہے۔ اور کوپرنیکس کا نظریہ بھی سالہا سال تک controversy کا شکار رہ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش والے سال یعنی 1835ء میں تسلیم کیا گیا اور اس کی ضبط شدہ کتاب منظر عام پر آ گئی آپ نے فتح اسلام میں فرمایا ہے ’’خلیفۃ اللہ کے نزول کے ساتھ فرشتوں کا نازل ہونا ضروری ہے تا دلوں کو حق کی طرف پھیریں‘‘

قرآن کریم سے نظریہ آفتاب مرکزی (Heliocentric) کی تصدیق

کوپرنیکس کے Heliocentric نظریہ کو جہاں چرچ کے Holy Scripture کے خلاف پایا گیا اور کیتھولک چرچ نے اس کی سخت مخالفت کی وہاں یہ نظریہ بعض لوگوں کے نزدیک قرآن کریم کے عین مطابق ہے۔

ملاحظہ فرمائیں سورۃ النور آیت 36

اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ مَثَلُ نُوۡرِہٖ کَمِشۡکٰوۃٍ فِیۡہَا مِصۡبَاحٌ ؕ اَلۡمِصۡبَاحُ فِیۡ زُجَاجَۃٍ ؕ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّہَا کَوۡکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیۡتُوۡنَۃٍ لَّا شَرۡقِیَّۃٍ وَّ لَا غَرۡبِیَّۃٍ ۙ یَّکَادُ زَیۡتُہَا یُضِیۡٓءُ وَ لَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡہُ نَارٌ ؕ نُوۡرٌ عَلٰی نُوۡرٍ ؕ یَہۡدِی اللّٰہُ لِنُوۡرِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ یَضۡرِبُ اللّٰہُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۳۶﴾ۙ

ترجمہ: خدا آسمان اور زمین کا نور ہے اس نور کی مثال یہ ہے جیسے ایک طاق اور طاق میں ایک چراغ اور چراغ ایک شیشہ کی قندیل میں جو نہایت مصفّی ہے اور شیشہ ایسا صاف کہ گویا ان ستاروں میں سے ایک عظیم الشان ستارہ ہے جو کہ آسمان پر بڑی آب و تاب کے ساتھ چمکتے ہوئے نکلے ہیں جن کو کوکب دری کہتے ہیں وہ چراغ زیتون کے روغن سے روشن کیا گیا ہے (شجرہ مبارکہ) نہ شرقی نہ غربی تیل ایسا صاف اور لطیف کہ بن آگ ہی روشن ہونے پر آمادہ، نور علی نور، خدا اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور وہ ہر چیز کو بخوبی جانتا ہے۔

اس آیت میں ترسیمی طور پر (graphically) شمسی نظام میں آفتاب مرکزیت کا نقشہ پیش کیا گیا ہے جب کہ چراغ (سورج)، از خود روشن ہونے والا ستارہ روشنی (تابانی) کے درمیان میں ہے اور اجرام فلکی (قندیل کی شکل میں) اس کے اردگرد گھوم رہے ہیں اور اسی (سورج) سے روشنی لے رہے ہیں بطور قندیل کے یعنی تیزی سے گھومنے والے اجرام فلکی شیشے کی طرح شفافیت پیدا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

The light very graphically outlines a Heliocentric (Sun Central) model of the Solar System where the Sun, the self burning lamp (Star) is the centre of illumination and the planets (Kaukab) revolving around and getting illumination by it as its circling glass cover (rapidly moving bodies create an illusion of glass_ (Transparency

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

سائنسدانوں کی زندگیوں کے حالات کیوں نہیں بار بار پڑھتے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹکٹس اینڈ انجینئرز کے پہلے سرپرست مقرر ہوئے تھے یہ ذمہ داری 1980ء میں ایسوسی ایشن کے قیام کے ساتھ ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے آپ کو سونپی تھی چنانچہ آپ نے خلافت رابعہ کے عظیم منصب پر فائز ہونے کے بعد آرکیٹکٹس اور انجینئرز کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’سائنس دانوں کی زندگیوں کے حالات ہیں یہ کیوں نہیں بار بار پڑھتے میرا خیال ہے آپ میں سے اکثر ایسے ہوں گے جنہوں نے تعلیم کی فراغت کے بعد اس بات میں دلچسپی لینی چھوڑ دی کہ ہماری برادری کے سائنس دانوں پر کیا گزری؟ کس زمانہ میں کیا ہوا؟ کس طرح وہ آگے نکلے؟ ان کی کیا مشکلات تھیں؟ حالانکہ جب آپ ان کے حالات پڑھیں گے تو وہ حالات پڑھتے پڑھتے ہی اللہ تعالیٰ آپ کے ذہن کی کھڑکیاں بھی ساتھ ساتھ کھول رہا ہوگا کئی جگہ آپ کی نظر وہاں سے ہٹ جائے گی اور خیال میں ایک اور فلسفہ جنم لینے لگ جائے گا۔

پس آپ اپنے فن سے اپنے آپ کو با تعلق رکھیں۔

اس کے بہت سے ذریعے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ پرانے اور نئے سائنس دانوں کی زندگی کے حالات پڑھیں۔

اس کے علاوہ آج کل دنیا میں نئی نئی ایجادات ہو رہی ہیں ان پر پیپر پڑھیں آپس میں تبادلہ خیال کریں اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے‘‘

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ 22 فروری 1983ء)

05جون2021ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:11	19:01
مدینہ منورہ	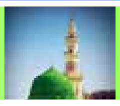	04:02	19:08
قادیان	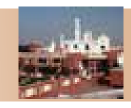	03:44	19:31
ربوہ		03:25	19:11
اسلام آباد ٹلفورڈ	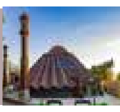	03:21	21:13